سورہ النور میں
تفسیر نمونہ میں ناصر مکارم کا فقہی طرز استدلال

Discernment of Nasir Makarim in Tafseer Namoona (In Sorah AlNoor)

Muhammad Mudassar Shafique

Dr Muhammad Naheem Anwar Alzahri

Abstract:

Nasir Makarim Sherazi's tafseer is an important and educational extract in the Quranic field.Tafseer Namoona has its own relevance and rank amongst others.This tafseer concentrates on current fiqhi issues and give their solutions with strong sighns and it is also discussed social issues of the society. This tafseer has converted the difficult terms and words into easy way and elaborated Quranic verses with Hadith and old translations.This article examines the fiqhi style and qualities of Nasir Makarim Sherazi"especially study of Surah Noor" which are prominent factor of the tafseer.

Keywords: *Sura Noor, Makarim Sherazi, Tafseer e Namoona, Jurisprudencial, sociological, Insight.*

کلیدی کلمات: سورہ نور، مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، عمرانی، فقہی، بصیرت۔

تعارف

ناصر مکارم شیرازی کی تفسیر قرآنی علوم کے علمی میدان میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ تفسیر نمونہ باقی تمام تفاسیر میں اپنے مقام کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ یہ تفسیر جہاں مضبوط دلائل کے معاشرے کے عمرانی مسائل کا حل پیش کرتی ہے وہاں پر بہت سارے فقہی مسائل کو بھی زیر بحث لاتی ہے۔اس تفسیر کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں مشکل الفاظ اور اصطلاحات کو انتہائی آسان طریقے سے بیان کیا گیا ہے اور قرآنی آیات کو

احادیث اور قدیم تفاسیر کی روشنی میں وضاحت کی گئی ہے۔ یہ آرٹیکل ناصر مکارم شیرازی کے خصوصی طور پر سورہ نور کے مضامین کا فقہی طرز استدلال اور خصوصیات کا احاطہ کرتا ہے جو کہ اس تفسیر کا نمایاں پہلو ہے۔

دراصل، قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے جن و انس کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا اور اس میں کسی کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ دین اسلام کی اصل اساس قرآن مجید ہی ہے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی زبان وحی سے جاری ہوئی ہیں اور شریعت اسلامی میں بنیادی حیثیت کی حامل ہیں لیکن وہ قرآن کے برابر نہیں بلکہ قرآنی آیات کی تفسیر میں شمار ہوتی ہیں کیونکہ جہاں آپ ﷺ الفاظ قرآن کی تعلیم دیتے وہاں ان کے معانی و مفاہیم سے بھی صحابہ کرامؓ کو آگاہ فرمایا کرتے اور یہ معنی و مفہوم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا کرتا تھا، اس طرح قرآن مجید کے پہلے مفسر خود رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ قرآن مجید میں آیا ہے: وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ[1] یعنی: "اور (اے رسول) آپ پر بھی ہم نے ذکر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو وہ باتیں کھول کر بتادیں جو ان کے لئے نازل کی گئی ہیں اور شاید وہ (ان میں) غور کریں۔"

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "ہم نے یہ قرآن آپ ﷺ کی طرف نازل کیا کیونکہ آپ ﷺ اس کے معانی و مطالب کو خوب سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کے آپ ﷺ بہت حریص ہیں اور آپ ﷺ ہی اس پر سب سے زیادہ عمل کرنے والے، افضل الخلق اور سید اولاد آدم ہیں۔ لہٰذا اس کے اجمال کی تفصیل اور اشکال کی وضاحت آپ ﷺ ہی کر سکتے ہیں"[2] آپ ﷺ جو تفسیر فرماتے وہ بھی منجانب اللہ ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ[3] یعنی: "وہ خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو (اس پر) نازل کی جاتی ہے۔"

یوں رسول خدا ﷺ نے سب سے پہلے خود قرآن مجید کی تفسیر بیان فرمائی کہ جس کے سامعین آپ ﷺ کے اہل بیت (ع) اور صحابہ کرامؓ تھے۔ لہٰذا جب بھی کسی مسئلے کی وضاحت درکار ہوتی تو سبھی آپ ﷺ کی طرف ہی رجوع کرتے جس پر آپ ان کی راہنمائی فرماتے۔ اسی طرح دور صحابہؓ میں تابعینؒ، صحابہ کرامؓ سے تفسیر پوچھتے اور تبع تابعین، تابعین اور صحابہ کرام ﷺ کی احادیث سے حاصل ہونے والے علم تفسیر کو جمع کرتے اور مابعد علماء بھی اسی راہ کو اپناتے ہوئے زمانہ در زمانہ علوم تفسیر کو جمع کرتے رہے ہیں اور آج تک یہی طریقہ کار جاری ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں مختلف فکری رجحان رکھنے والے علماء جن میں محدثین، فقہاء، صوفیاء، حکماء، فلاسفہ، سائنس دان اور متکلمین شامل تھے سب نے اپنے زمانے کی ضروریات اور تقاضوں کے تحت اپنے ذوق کے مطابق اس بحر بی کراں کی طرف رجوع کیا کہ جس کے نتیجے میں مختلف موضوعاتی تفاسیر کی کثیر تعداد منظر عام

پر آچکی ہے کہ جن میں بعض تفاسیر ایسی ہیں جو کہ عمرانی ہونے کے ساتھ ساتھ فقہی بھی ہیں یعنی ان میں قرآن مجید کی آیات کی تفسیر میں دیگر مسائل کے ساتھ فقہی احکام بھی بیان کیے گئے ہیں۔

بیسویں صدی عیسوی میں لکھی جانے والی مشہور تفاسیر میں سے ایک "تفسیر نمونہ" ہے جس کے مفسر آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی ہیں۔ اس تفسیر کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفسر کو متعدد دینی اور عمرانی علوم کے ساتھ، فقہی امور سے بھی گہرا لگاؤ ہے۔ جہاں بھی احکامی آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں وہاں مسائل اور احکام کے استنباط کیے بغیر آگے نہیں جاتے اور پھر ان قرآنی آیات کے ثبوت میں بنیادی فقہی کتب اور فتاویٰ جات پیش کرتے ہیں۔

تفسیر نمونہ کے مفسر آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی ۱۹۲۴ء میں شیراز (ایران) میں پیدا ہوئے۔ آپ ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو مذہبی تھا اور فضائل نفسانی و مکارم اخلاق میں مشہور تھا۔ آپ کے باپ محمد علی اور دادا محمد باقر کا شمار شیراز کے تاجروں میں ہوتا تھا اور وہ مذہبی آدمی تھے۔ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی نے اپنی پرائمری اور ہائی سکول کی تعلیم شیراز سے مکمل کی۔ ۱۴ سال کی عمر میں اسلامیات کی بنیادی تعلیم کا آغا باب خان مدرسہ سے کیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بہت جلد مکمل کی اور انٹرمیڈیٹ کے دونوں لیول آپ نے کم از کم چار سال میں مکمل کیے اور اس دوران آپ شیراز کے اسلامی مدرسہ میں پڑھاتے بھی رہے۔ آپ فرماتے ہیں: دلسوز اور محنتی استاد (آیت اللہ موحد) نے مجھے تعلیم دینے میں بہت محنت و کوشش سے کام لیا میں نے سیوطی کے آغاز سے کفایہ کے آخر تک ساری کتابیں استاد موحد کے پاس چار سال میں ختم کیں۔ یہی دروس آج حوزہ علمیہ قم میں دس سال کے عرصہ میں پڑھائے جاتے ہیں اور جب میں نے کفایہ کو ختم کیا تو میری عمر سترہ سال تھی اور وہیں شیراز ہی میں، میں نے کفایہ پر مختصر حاشیہ لگایا۔ ۱۸سال کی عمر میں حوزہ علمیہ قم میں علم معرفت اور سوشل سائنسز کی اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخلہ لیا اور اگلے پانچ سالوں تک وہاں کی اسلامی مجالس و محافل میں موجود رہے۔[4]

علمی خدمات

ناصر مکارم شیرازی اپنی تحصیلات کے ساتھ ساتھ قم کی دینی درسگاہ میں نئے آنے والے اسکالرز کو مختلف میدانوں میں پڑھانے اور رہنمائی کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے اور آپ نے کئی تعلیمی و تربیتی پروجیکٹ شروع کر رکھے تھے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ **علمی تحقیقی مجلّہ کی اشاعت:** آپ نے حوزہ علمیہ قم میں دینی اسکالرز کے گروپس بنائے اور ان کی علمی و معنوی حمایت کے پیش نظر ایک میگزین (رسالہ) کی اشاعت کا اہتمام کیا جس کا نام "مکتبہ اسلام" رکھا۔ بعض منابع کے مطابق یہ مجلّہ مسلم دنیا میں پہلا رسالہ ہے کہ جس کے سب سے زیادہ خریدار رہے ہیں۔ اپنے اہداف کے مطابق

حوضۃ العلمیہ کے طالب علموں کو اس مجلّہ سے نئی راہوں کا سراغ ملا۔ اس وقت اس رسالے کو 39 سال ہو چکے ہیں اس نے مسلمانوں اور بالخصوص شیعیان جہان کے لئے بہت سی گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں کہ جس سے جوانوں کے دلوں میں اس کا ایک خاص مقام پیدا ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ فقط دینی طالب علم بلکہ یونیورسٹیوں کے طالب علم اور اساتذہ بھی اس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

2۔ **تقریریں اور خطاب:** آپ نے توحید اور دیگر موضوعات پر بے شمار دروس دئے ہیں۔ آپ کے بقول اس میدان (معارف اسلامی کے ضمن میں کی جانے والی تحقیقات وغیرہ) میں موجود علمی مواد اس دور کی ضروریات کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ ایک سو سال پہلے لکھی جانے والی کتابیں آج کے دور میں کماحقہ رہنمائی نہیں کرتیں۔

3۔ آپ نے محسوس کیا کہ صوفی ازم بہت زیادہ اثر و رسوخ پیدا کر چکا ہے آپ سے لوگوں نے اس بارے میں ایک ایسی کتاب لکھنے کو کہا کہ جس میں ایسے اصولوں کا ذکر ہو جو کہ صوفیانہ عقاید کی وضاحت کرنے والے اور تصوف حامیوں کی شناخت کے لئے مددگار ہوں۔

4۔ **تالیفات و تحقیقات:** ویسے تو آپ کی تمام کتابیں آپ کے فن تحریر کی عکاس ہیں لیکن آپ نے 1953ء میں؛ یہ وہ زمانہ ہے جب آپ جوان تھے، ایک ایسی کتاب شائع کی جس کا نام "جلوہ حق" تھا اس کتاب نے آیت اللہ العظمی بروجردی کی توجہ حاصل کی۔ انہوں نے اس محنت پر آپ کو ملنے کی خواہش ظاہر کی اور بہت مبارک باد پیش کی اور اس کتاب پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس کتاب کو فارغ اوقات میں مطالعہ کیا ہے اور اس میں باریک سی غلطی بھی نہیں پائی ہے لہٰذا انہوں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے دعا کی کہ: اللہ آپ کو اس کا اجر دے!۔

5۔ **ادیان شناس طلبہ کی تربیت:** آپ نے طالب علموں کی ایک اور تنظیم بنائی کہ اور ان کا تخصص (speasialization) دنیا میں رائج آٹھ بڑے بڑے مذاہب پر کروایا اور خود ان کی سرپرستی کی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ ٹیم تیار ہو گئی کہ جس نے دنیا کے مختلف نکات پر دیگر ادیان کے مقابلے میں دین اسلام کی صداقت کا بول بالا کیا۔ ابھی بھی حوضۃ العلمیہ قم میں اس شعبہ کے فارغ التحصیل مختلف عنوانات پر کام کرنے میں مصروف ہیں کہ جنہیں آپ نے "جوانوں کی حفاظت کرنے والی مذہبی کونسل" کا نام دے رکھا ہے۔

6۔ **آثار:** آپ نے تقریباً 130 کتابیں لکھیں جو سب چھپ چکی ہیں جن میں سے کچھ ایسی ہیں کہ جو تیس تیس یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ چھپ چکی ہیں جبکہ بعض دوسری دس سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں کہ جن میں سے مشہور ترین مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ تفسیر نمونہ　　　　2۔ پیام قرآن

3۔ رسالہ توضیح المسائل　　　　4۔ مناسک عمرہ مفردہ[5]

اسی طرح آپ کی فقہی موضوعات پر خاص توجہ کے پیش نظر آپ نے فقہ کی کئی کتابیں لکھیں کہ جن میں بعض ایسی ہیں کہ جو کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہیں جیسے :

1۔ انوار الفقہاء　　　　2۔ القواعد الفقہیۃ

3۔ عروۃ الوثقی　　　　4۔ انوار الاصول

تفسیر نمونہ کا مختصر تعارف

تفسیر نمونہ ۲۷ جلدوں پر مشتمل ہے اس تفسیر میں اہلسنت واہل تشیع مفسرین کی تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ بعض موقعوں پر لغت کی بحث کی گئی ہے۔ اس تفسیر میں اعتدال پسندی اور خاص طور پر معاشرتی اور سماجی معاملات کے عملی پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس تفسیر میں آیت اللہ ناصر مکارم شیرازیؒ دونوں مکاتب فکر (اہلسنت و اہل تشیع) کا نقطہ نظر بیان کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ آیت اللہ شیرازیؒ مقدمہ میں اپنی تفسیر کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۔ قرآن چونکہ کتاب زندگی ہے اس لئے میں نے آیات کی ادبی، عرفانی، فقہی اور سماجی موضوعات کی تفسیر کو زندگی کے مادی، معنوی اور معاشرتی پہلوؤں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے تعمیر نو کرنے والے اجتماعی مسائل کی طرف توجہ دلوائی ہے۔

۲۔ آیات میں بیان کیے گئے عنوانات کو ہر آیت کے ذیل میں جچی تلی اور مستقل بحث کے ساتھ پیش کیا ہے۔ جیسے : سود، غلامی، عورتوں کے حقوق، حج کا فلسفہ، قمار بازی کی حرمت کے اسرار، شراب، سؤر کا گوشت، جہاد اسلام کے ارکان واہداف وغیرہ جیسے موضوعات پر بحث کی گئی ہے تاکہ قارئین کو اس ایک اجمالی مطالعہ کے لئے دوسری کتب کی طرف رجوع نہ کرنا پڑے۔

۳۔ کوشش کی گئی ہے کہ آیات کے ذیل میں ترجمہ رواں، سلیس لیکن گہرا اور اپنی نوع کے لحاظ سے پر کشش اور قابل فہم ہو۔

۴۔ لاحاصل ادبی بحثوں میں پڑنے کی بجائے اصل لغوی معانی اور آیات کے شان نزول کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ کیونکہ قرآن کے دقیق معانی سمجھنے کے لئے یہ دونوں چیزیں زیادہ بہتر ہیں۔

۵۔ مختلف اشکلات، اعتراضات اور سوالات جو بعض اوقات اسلام کے اصول وفروع کے بارے میں کیے جاتے ہیں ہر آیت کی مناسبت سے ان کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے جچے تلے مختصر جواب دے گئے ہیں۔ پیامبر اسلام (ص) کی معراج، تعداد ازواج، عورت اور مرد کی میراث کا فرق، عورت اور مرد کے خون بہا میں اختلاف، قرآن کے

حروف مقطعات، احکام کی منسوخی، اسلامی جنگیں اور غزوات، مختلف الٰہی آزمائشیں اور ایسے ہی بیسیوں سوالوں کے جوابات جن میں کوئی استفہامی علامت باقی نہ رہے وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔

۶۔ ایسی تمام پیچیدہ و علمی اصطلاحات سے دوری اختیار کی گئی ہے کہ جن کے نتیجے میں کتاب ایک خاص صنف سے مخصوص ہو جائے۔ البتہ ضروری مقامات پر علمی اصطلاحات کے ذکر کے بعد ان کی واضح تفسیر و تشریح کر دی گئی ہے۔[6]

۷۔ اس تفسیر نے بھی تفسیر المیزان کی طرح ایک اہم قدم اٹھایا ہے کہ جن میں بہت سے جدید سماجی، سیاسی، اخلاقی اور فقہی نکات کو بیان کیا گیا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ اس نے عصر حاضر میں اس میدان میں پایا جانے والا خلا پر کرتے ہوئے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قرآن ہر نسل اور ہر عصر کے لئے ہدایت اور شفاء کی کتاب ہے۔[7] ذیل میں تفسیر نمونہ کی بعض خصوصیات کو قلمبند کیا جاتا ہے:

ا۔ قرآن مجید کے الفاظ کی لغوی بحث

مفسر قرآن کے لئے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ عربی لغت پر مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ عربی الفاظ اور جملات کو گرائمر کی تمام تر نزاکتوں ساتھ سمجھتا اور ان سے ان کے اصلی معانی اور مفاہیم کو اخذ کر سکتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی ایسے الفاظ جو لغوی طور پر اجنبیت کے حامل یا وضاحت طلب ہوں تو مفسرین وہاں ان کی لغوی بحث ضرور کرتے ہیں اور ان الفاظ کے معانی کھول کر آسان الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں جس سے قاری کے لئے مفاہیم قرآن کو سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ انہی اصولوں کے پیش نظر مفسر تفسیر نمونہ نے جہاں جہاں کوئی ایسا لفظ آیا ہے جو لغوی طور پر پیچیدہ یا وضاحت طلب تھا وہاں پر اس کی صرفی نحوی اور لغوی بحث ضرور کی ہے کہ جس کا ایک نمونہ ذیل میں قابل ملاحظہ ہے: إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ[8] ترجمہ: ”جو لوگ بہتان باندھ لائے وہ یقیناً تمہارا ہی ایک دھڑا ہے۔“

اس آیت کے ذیل میں آیت اللہ مکارم لکھتے ہیں کہ لفظ "افك" بر وزن فکر بقول راغب اصفہانی ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی اصلی و طبعی حالت بدل جائے۔ مثلاً اپنے اصلی راستے سے ہٹ جانے والی مخالف ہواؤں کو **مئو تفكة** کہتے ہیں۔ بعد ازاں حق سے منحرف اور خلاف واقعہ ہر گفتگو کے لئے یہ لفظ استعمال ہونے لگا۔ اس لحاظ سے جھوٹ، تہمت اور بہتان کو بھی” افك“ کہا جاتا ہے وغیرہ۔[9] مفسر تفسیر نمونہ لفظ عُصْبَةٌ کی وضاحت کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ یہ لفظ دراصل عصب کے مادے سے ان خاص ریشوں اور رگوں کے معنوں میں ہے کہ جو انسانی اعضاء کو آپس

میں جوڑتے ہیں مجموعی طور پر ان کو اعصاب کہتے ہیں۔ بعد ازاں یہ لفظ اس گروہ اور جمعیت کے معنی میں استعمال ہونے لگا کہ جس کے افراد باہم متحد و مربوط ہوں، آپس میں ہم فکر ہوں اور ہم کار بھی۔[10]

مفسر کہیں کہیں لغات کی کتب کے حوالے بھی دیتے ہیں جیساکہ اوپر بیان کردہ لفظ افك کی بحث میں موجود ہے۔ لیکن جدید تحقیقی اصول کے مطابق مکمل حوالہ بیان نہیں کرتے، جس سے اگرچہ عوام کو شاید تفسیر میں کچھ کمی نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں یہ بات مفسر کی روش تحقیق کے جدید ترین اصولوں سے آگاہی، صحیح فٹ نوٹ دینے سے آگاہی و واقفیت کی علامت ہے۔

۲۔ قرآنی آیات کے فہم کے لئے احادیث کا استعمال

بحیثیت مسلمان اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن و حدیث دین اسلام کے بنیادی مآخذ میں سے ہیں اور حدیث کی ضرورت و اہمیت کا انکار اس لیے بھی ممکن نہیں ہے کہ قرآن میں موجود کئی ایسے مقامات ہیں جہاں حدیث نبوی قرآن میں دیئے گئے الفاظ کے کئی معانی میں سے کسی خاص کی تخصیص کرتی ہے۔

جیساکہ قرآن میں ہے:

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ[11]

ترجمہ: "اگر (تیسری بار) پھر طلاق دے دی تو وہ عورت اس کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے۔"

عربی زبان میں نکاح کا لفظ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس آیت میں نکاح سے مراد جنسی تعلق ہے۔ اس قسم کے ایک واقعے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا: حتی تذوقی عسیلته۔[12]

یعنی: "یہاں تک کہ تو اس (دوسرے شوہر) کا شہد نہ چکھ لے (پہلا شوہر تجھ پر حلال نہ ہوگا)"

حدیث کی اسی اہمیت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے تمام مفسرین کی طرح آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی نے بھی اپنی تفسیر میں آیات کے دلائل کو احادیث نبوی کے ساتھ مزین کیا ہے جیساکہ حد قذف کے احکامات نازل ہونے کے بعد کچھ صحابہ کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کسی پر تہمت لگانے اور ثبوت نہ لانے پر اس کی سزا تو واضح ہو گئی لیکن اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو اس حالت میں پائے تو کیا چار گواہوں کی تلاش میں نکلے گا؟ اس سوال کے جواب میں آیات لعان[13] نازل ہوئیں۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَO وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَO وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَO وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ[14]

ترجمہ: "اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے۔اور پانچویں بار کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔اور عورت سے سزا اس صورت میں ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچا ہے۔"

موصوف نے تفسیر نور الثقلین اور فی ظلال القرآن میں موجود وہ مکمل حدیث جس میں سوال اور پھر لعان کی عملی شکل موجود ہے نقل کی ہے۔ جو کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "الذین یرمون ازواجھم" حضرت سعد نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں جانتا ہوں کہ یہ آیت برحق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے۔ لیکن مجھے اس پر تعجب ہے کہ اگر میں کسی شخص کو اس حال میں پاؤں کہ میری بیوی کی رانیں کسی شخص پر ہوں تو میرے لئے یہ ممکن نہیں ہوگا کہ میں ان کو باز رکھنے کے لئے چار گواہ پیش کروں۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے انصار تم نے نہیں سنا کہ تمہارے سردار نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اس کو ملامت نہ کریں اس سے بڑھ کر ہم میں کوئی غیرت مند نہیں ہے۔ اس نے جب بھی نکاح کیا کنواری لڑکی سے کیا اور اس نے اپنی جس بیوی کو طلاق دی تو کسی نے اس سے نکاح کی خواہش نہیں کی۔ [15]

حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اس کو اتنے گواہ پیش کرنا ہوں گے جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ پھر ان کے عم زاد، بلال بن امیہ اس سانحہ میں مبتلا ہوگئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو پایا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کی یہ آیت نازل فرمائیں۔جب مرد نے اپنی بیوی کے خلاف چار مرتبہ شہادت دے دی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا رک جاؤ یہ شہادت تم پر واجب ہے۔ پھر اس سے فرمایا اگر جھوٹے ہو تو توبہ کرلو اس نے کہا اللہ کی قسم میں سچا ہوں۔ پھر اس نے پانچویں قسم بھی کھالی۔ پھر اس کی بیوی نے اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ گواہی دی کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا رک جاؤ یہ شہادت واجب ہے پھر اس سے فرمایا اگر تم جھوٹی ہو تو توبہ کرلو وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر اس نے کہا

میں تمام دن اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی پھر اس نے پانچویں بار قسم بھی کھالی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اس کا ایسا بچہ ہوا تو وہ فلاں کا ہے۔ پھر اس کے ہاں ویسا ہی بچہ پیدا ہوگیا۔ یہ حدیث مسند احمد اور مجمع الزوائد، حدیث کی کتب میں موجود ہیں۔[16]

۳۔ احادیث کا واضح ثبوت اور اس سے استدلال

آیت اللہ مکارم شیرازی آیات کی تفسیر کے دوران جب بھی مسائل اخذ کرتے ہیں تو ان مسائل یا گفتگو کا انحصار کسی تخیلاتی یا ذہنی اختراع پر نہیں ہوتا بلکہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ آیت سے متعلقہ مسائل کے لئے وہ حدیث نبوی ﷺ سے استدلال کرتے نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ استیذان[17] کی گفتگو میں اسلام کے حکیمانہ آداب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی ابو سعید نے آپ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی اور دروازے کے بالکل سامنے کھڑے ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اجازت لیتے وقت دروازے کے سامنے کھڑے مت ہوا کرو۔[18] مزید بیان کرتے ہیں کہ روایات میں یہاں تک حکم دیا گیا ہے کہ جب کوئی اپنے ماں باپ کے گھر یا بیٹے کے گھر بھی جانا چاہے تو پہلے اجازت لے۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ جب میں اپنی ماں کے گھر جانے لگوں تو کیا وہاں بھی اجازت لوں؟ فرمایا: اتحب ان تراها عريانة کیا تو پسند کرتا ہے کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھے۔ اس نے عرض کی، نہیں۔ پھر فرمایا: فاستاذن عليها[19] اسی طرح تین بار اجازت لینے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض روایات میں یہاں تک ہے کہ تین مرتبہ اجازت لینی چاہیے۔

۱۔ پہلی مرتبہ اس طرح سے کہ گھر والے سن لیں۔
۲۔ دوسری دفعہ وہ اپنے آپ کو آمادہ کرلیں۔
۳۔ پھر تیسری مرتبہ اجازت طلب کی جائے۔ گھر والے چاہیں تو اجازت دیں اور چاہیں تو نہ دیں۔[20]

۴۔ اہل بیت عظام سے استدلال

سورہ نور کی آیت: وَأَنكِحُوا الْأَيَامَى مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ[21] ترجمہ: "اور تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کردو۔" کی تفسیر میں آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی اولیاء کو غیر منکوحہ عورتوں اور مردوں کے نکاح کی ترغیب کے حوالے سے گفتگو کرتے ہیں کہ شادی ایک اختیاری عمل ہے جس کا تعلق زوجین کی رضامندی سے وابستہ ہے اور اولیاء کو اس بات کی ترغیب دی جارہی ہے کہ نکاح کے معاملے میں راہوں کو ہموار کرو، مالی امداد کی صورتیں پیدا کرو، مناسب رشتوں کی

تلاش میں مدد کرکے اس نیک اور سنت عمل میں آپس میں تعاون کی راہیں ہموار کرکے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں سرخرو ہونے کی کوشش کرو۔ ویسے بھی تعاون فی الخیر ہمیشہ منشاء الٰہی ہے۔ تو نکاح جیسے عمل میں تو اس کی اہمیت کئی گنا زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس تعاون کی ترغیب کے لئے آیت اللہ ناصر مکارم نے حضرت مولا علیؑ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: افضل الشفاعات ان تشفع بین اثنین فی نکاح حتی یجمع اللہ بینھما[22] یعنی: ”بہترین تعاون یہ ہے کہ دو افراد کے درمیان شادی کے لئے ملاپ کروائے یہاں تک کہ معاملہ تکمیل تک پہنچ جائے۔“

اسی طرح پردے کے احکامات میں مسلم عورتوں کا غیر مسلم عورتوں کے سامنے بے پردہ آنے کے احکامات میں لفظ نِسَائِهِنَّ[23] کے حوالے سے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ: لاینبغی للمراۃ ان تنکشف بین یدی الیھودیہ والنصرانیۃ، فانھن یقلن ذلك لازواجھن[24] یعنی: ”مناسب نہیں ہے کہ مسلمان عورت کسی یہودی یا عیسائی عورت کے سامنے عریاں ہو کیونکہ جو کچھ وہ دیکھیں گی اپنے شوہر سے بیان کریں گی۔“

۵۔ فقہی مسائل میں آئمہ اہل بیتؑ و فقہاء سے استدلال:

فقہی مسائل میں مفسر کا مؤقف انتہائی معتدل اور دین کی حقیقی روح سے مطابقت رکھتا ہے۔ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی اپنی تفسیر میں آئمہ اہل بیت کی آراء سے نہ صرف استفادہ کرتے ہیں بلکہ ان کی آراء اور اقوال کو بہت اہمیت دی ہے جیسا کہ

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[25]

ترجمہ: ”اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں پھر اس پر چار گواہ نہ لائیں پس انہیں اسّی (80) کوڑے مارو اور ان کی گواہی ہرگز قبول نہ کرو اور یہی فاسق لوگ ہیں۔“

اس آیت میں تہمت لگانے والے کی گواہی کو قبول نہ کرنے اور فسق و فجور کا جو حکم دیا گیا ہے اور بعد میں آنے والی آیت: إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ[26]

ترجمہ: ”سوائے ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں، اس صورت میں اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

جس میں توبہ اور اصلاح کا پہلو موجود ہے کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں مفسرین اور علماء کی آراء میں اختلاف ہے۔ یہ استثناء اگر دونوں جملوں کی طرف لوٹے تو ان کی توبہ بھی مقبول ہوگی اور ہر لحاظ سے فسق بھی اٹھا

لیا جائے گا لیکن اگر یہ استثناء صرف آخری جملے کی طرف لوٹے تو اب وہ فاسق شمار تو نہیں ہوگا لیکن ان کی گواہی آخری عمر تک قبول نہیں ہوگی۔ فقہ کے اصول قواعد کے مطابق استثناء دو یا چند جملوں کے بعد آئے اس کا تعلق صرف آخری جملے سے ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس آیت میں دوسری قسم کے قرائن بھی موجود ہیں۔ اگر توبہ کے ذریعے فسق کا حکم اٹھ جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ گواہی قابل قبول نہ رہے۔ کیونکہ شہادت کی عدم قبولیت فسق کی وجہ سے تھی اب جس شخص نے توبہ کرلی ہے اور نئے سرے سے اس نے ملکہ عدالت حاصل کرلیا ہے تو فسق اس سے دور ہوگیا۔ شیرازی صاحب اس کی تائید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں جو مندرجہ بالا مفہوم پر زور دیتی ہے۔

امام صادق علیہ السلام سوال کرنے والے شخص سے ان افراد کی شہادت کے قبولیت کے بارے میں پوچھتے ہیں جو فقہاء تمہارے قریب رہتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے عرض کی وہ کہتے ہیں ان کی توبہ اللہ اور اس کے درمیان تو قبول ہوگئ لیکن ان کی شہادت ہمیشہ کے لئے نا قابل قبول ہے۔

امامؑ فرماتے ہیں: بئس ما قالو کان ابی یقول اذا تاب ولم یعلم منہ الا خیر جازت شھادۃ[27]

یعنی: "انہوں نے بری بات کہی ہے میرے والد فرمایا کرتے تھے جو شخص توبہ کرے اور پھر اس سے خیر اور اچھائی کے سوا کچھ نہ دیکھا جائے تو اس کی شہادت قبول ہے۔"

۶۔ فقہی بصیرت

آیت اللہ صاحب کا فقہی احکام سے کافی لگاؤ نظر آتا ہے جہاں جہاں احکامی آیات کی تفسیر کرتے ہیں ان میں سب سے پہلے قرآن کی تفسیر قرآن سے اور پھر ان کی تفسیر حدیث کے استدلال سے بھرپور ہے اور اس کے بعد قدیم مفسرین اور فقہاء کی آراء کا بھرپور استعمال لاتے ہیں اور آخر پر ان آیات سے متعلقہ فقہی احکام بیان کرتے ہیں جو کہ ان کی فقہی بصیرت اور قوت استدلالی کا واضح ثبوت ہے۔ خاص طور پر دور جدید میں پیدا ہونے والے کچھ احکام کا تفصیلی نوٹ بیان کرتے ہیں۔

حد زنا کے معاملات بیان کرتے ہوئے زانی مرد اور زانی عورت کی سزا کی بابت لکھتے ہیں کہ دراصل یہ احکامات تین مختلف پہلوؤں پر مشتمل ہیں:

ا۔اس سے مراد مرد اور عورت کا آپس میں جنسی ملاپ جو کہ آپس میں شادی شدہ نہیں کہ جس کے لئے کوئی شرعی جواز موجود ہو۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ[28]

ترجمہ: ’’زناکار عورت اور زناکار مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔‘‘

۲۔ سزا کے اجراء کے لئے ہر گز ترس محل نرمی کے احساسات نہیں ہونے چاہیے۔ کیونکہ ایسا ترس اور نرمی کا نتیجہ معاشرے کی آلودگی اور ترویج گناہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ایسے احساسات کو ختم کرنے کے لئے اللہ اور روز جزا پر ایمان کا ذکر کیا ہے۔

وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ [29]

ترجمہ: ’’اور دین خدا کے معاملے میں تمہیں ان پر ترس نہیں آنا چاہیئے اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔‘‘

۳۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ حد جاری کرتے وقت کچھ لوگ موجود ہوں کیونکہ اس سزا کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ گنہگار کو عبرت حاصل ہو بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس کی سزا دوسروں کے لئے بھی باعث عبرت ہو۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ [30]

ترجمہ: ’’اور ان کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت موجود رہے۔‘‘

ان احکامات کے پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے مفسر معاشرے کے استحکام، مضبوطی اور تشکیل و بناوٹ کے لحاظ سے گفتگو کرتے ہیں کہ اخلاقی برائیاں صرف ایک شخص میں ہی موجود نہیں رہتیں بلکہ معاشرے کی طرف بھی سرایت کرتی ہیں لہٰذا معاشرے کی تطہیر کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح گناہ برملا ہوا ہے سزا بھی برملا ہو اور اس سوال کا جواب بھی دیتے نظر آتے ہیں کہ اسلام ایک شخص کی عزت دوسروں کے سامنے برباد ہونے کی اجازت کیوں دیتا ہے؟ کیونکہ جب تک گناہ واضح نہ ہو اور مسئلہ اسلامی عدالت تک نہ پہنچے تو اللہ، جو ستار العیوب ہے اس پردہ پوشی پر راضی نہیں ہے لیکن جرم ثابت ہو جانے پر، راز کھل جانے پر، معاشرے کے آلودہ ہو جانے پر اور گناہ کو معمولی سمجھے جانے کے بعد سزا اسی صورت میں ملنی چاہیے کہ گناہ کے منفی اثرات مٹ جائیں اور گناہ کی بڑائی کا احساس اسی طرح لوٹ آئے۔[31]

اسی طرح سے یہاں پر اٹھنے والا ایک اور سوال یہ بھی ہے کہ زانی مرد و عورت کی شادی صرف زانی مرد و عورت سے ہی ہونی چاہیے۔

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ [32]

ترجمہ: ’’زانی صرف زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرے گا اور زانیہ صرف زانی یا مشرک سے نکاح کرے گی۔‘‘ کے جواب میں آیت اللہ مکارم لکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں مفسرین کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ آیت ایک حکم الٰہی

پیش کرتی ہے یا ایک خارجی معاملے کی خبر ہے۔ لکھتے ہیں کہ بعض کا نظریہ یہ ہے کہ یہ آیت صرف ایک عینی حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ آلودہ افراد ہمیشہ ناپاک افراد کے پیچھے ہی جاتے ہیں، "کند هم جنس باهم جنس پرواز" لیکن باایمان اور پاکیزہ افراد ہر گز آلودہ دامن اور ناپاک افراد کو جیون ساتھی بنانے کو تیار نہیں ہوتے اور انہیں اپنے اوپر حرام قرار دیتے ہیں۔[33]

۷۔ فقہی جزئیات کا احاطہ

آیت اللہ مکارم احکام کے بیان میں کلیات اور جزئیات دونوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ کلیات میں درجہ بدرجہ جزئیات کو درج کرتے چلے جاتے ہیں جن میں سے چند مضامین درج ذیل ہیں۔

زنا، قذف، واقعہ افک، لعان، نکاح، غض بصر، استیذان کے احکامات، آیت استخلاف کی حقیقت، اطاعت الٰہیہ اور اطاعت رسول ﷺ۔ ان کلی احکام میں سے ہر ایک کے تحت اس کے جزئیات درج کرتے چلے جاتے ہیں۔ جیسا کہ نکاح کی کلی بحث میں جہاں اس کی اہمیت کی گفتگو کرتے ہیں اور نکاح کرنے والوں کے لئے ترغیب اور بشارت جب کہ نہ کرنے والوں کے لئے وعید کی ابحاث لاتے ہیں جیسا کہ

تناکحوو تناسلوتکثرو فانی اباهی بکم الامم یوم القیامة ولوبالسقط[34]

یعنی: "شادی کرو تا کہ تمہاری نسل بڑھے کیونکہ روز قیامت میں تمہاری تعداد کی کثرت پر فخر کروں گا یہاں تک کہ سقط شدہ بچوں پر بھی۔"

اور اسی طرح جو اس سنت سے انحراف کرتا ہے اس کے لئے وعید کا ذکر بھی ہے۔

شرارکم وعزابکم[35] یعنی: "تم میں بدترین افراد غیر شادی شدہ اور مجرد ہیں۔"

اس بحث میں جزئیات کے طور پر ان اولیاء پر بھی مفصل گفتگو کرتے ہوئے نہ صرف ان کو اس بات کا ادراک کروانے کی کوشش کی گئی ہے کہ بالغ لڑکے اور لڑکیوں کے نکاح میں مدد کرو بلکہ والدین کو احساس ذمہ داری اور کسی قسم کے سرزد ہونے والے گناہ میں برابر کا حصہ دار ہونے کی وعید دیتے ہوئے احساس پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو باپ اس اہم مسئلہ کی پرواہ نہیں کرتے انہیں اولاد کی کج روی کے جرم میں شریک شمار کیا ہے اور اس بابت نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں:

من ادرك له ولد وعنده مایزوجه فلم یزوجه، فاحدث فالاثم بینهما[36]

یعنی: "جس کا بچہ بالغ ہو جائے اور وہ اس کی شادی کے وسائل رکھتا ہو اور پھر بھی اس کے لئے اقدام نہ کرے اور اس کا بچہ کسی گناہ کا مرتکب ہو جائے تو یہ گناہ دونوں کا لکھا جائے گا۔"

مزید جزئیات کو زیر بحث لاتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ شادی کے اخراجات سادہ اور آسان ہونا چاہیں، وہ حق مہر کی صورت میں ہوں یا کسی اور صورت میں تاکہ اخراجات شادی کی راہ میں حائل نہ ہوں عموماً حق مہر کا مسئلہ کم آمدنی والے افراد کی شادی کے راستے میں حائل ہو جاتا ہے اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: شوم المرئة غلاء مهرها [37] یعنی: "منحوس اور بد بخت ہے وہ عورت جس کا حق مہر بھاری ہو۔"
(اس لئے کہ تفسیر نمونہ کے مفسر ایرانی النسل ہیں ہو سکتا ہے کہ ایران میں شادیوں کی تاخیر کا ایک سبب حق مہر ہو لیکن ہمارے ہاں پاکستان اور ہندوستان میں شادیوں کی تاخیر جہیز کی غیر شرعی رسم اور معاشرتی لعنت کی وجہ سے تو ہے لیکن حق مہر کی وجہ سے کم دیکھنے میں آتی ہے) اسی طرح آیت اللہ مکارم شیرازی مزید نکاح کی بحث میں شادی کرنے، غربت کی وجہ سے شادی نہ کرنے، روزی کے معاملات بیوی اور بچوں کے ساتھ بڑھنے کے عوامل کو بھی زیر بحث لاتے ہیں۔

۸۔احکام کے سماجی مضمرات کا تذکرہ

موصوف بعض آیات جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں وہاں جزوی اور فروعی احکام بیان کرنے کی بجائے بڑی جامعیت سے ان کے ہمہ گیر معاشرتی و سماجی اثرات و مضمرات پر گفتگو کرتے ہیں جیسا کہ پردہ کی گفتگو میں بیان کرتے ہیں کہ عریانی میں اضافے کی وجہ سے دنیا میں طلاق اور ازدواجی زندگی میں علیحدگی کا تناسب بڑھتا جا رہا ہے چونکہ جو آنکھ دیکھے گی دل اسے یاد رکھتا ہے۔ فحاشی کا پھیلاو ناجائز اور اولاد کی کثرت بے پردگی کے درد ناک ترین نتائج میں سے ہیں، مفسر کے نزدیک ایسے اعمال کے نتائج کے اعداد و شمار مشرق کی بجائے مغرب میں زیادہ ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق انگلستان میں ہر سال پانچ لاکھ ناجائز بچے پیدا ہوتے ہیں انگلستان کے محققین اور دانشوروں نے اس سلسلے میں ملک کے ارباب بسط و کشاد کو اس سنگین مسئلے سے آگاہ کیا ہے۔ ان دانشوروں کے مطابق اخلاقی و مذہبی لحاظ سے نہیں بلکہ اس ناجائز اولاد کا وجود معاشرے کے امن و امان کے لئے خطرہ بن چکا ہے یہاں تک کہ جرائم کی فائلوں میں انہی کا نام عمومی طور پر پایا جاتا ہے۔ مفسر موصوف مزید بے پردگی اور عریانی کو عورت کے زوال کا سبب قرار دیتے ہیں۔ اگر معاشرہ عورت کو عریاں بدن دیکھنا چاہے گا تو فطری بات ہے کہ ہر روز اس سے آرائش کا تقاضا بڑھتا جائے گا اور اس کی نمائش میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ عورت کشش کی بناء پر تشہیر کا ذریعہ بن جائے گی۔ انتظار گاہوں میں بلاوے اور سیاحوں کو متوجہ کرنے کا ذریعہ ہو گی۔ اس کی حیثیت معاشرے میں کھلونے یا بے قیمت مال سے بھی گر جائے گی۔ ایسے معاشرے میں عورت اپنی اخلاقی خصوصیات، علم و آگہی اور بصیرت کے مظاہرے کیسے کر سکتی ہے اور بلند مقام کیسے حاصل کر سکتی ہے؟[38] آیت اللہ صاحب کی تفسیر فقہی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ سماجی اور معاشرتی عوامل پر سیر حاصل بحث کرتی ہے اور مفسر

آیت کے ہر عمرانی پہلو کو ضرور زیر بحث لاتے ہیں ان کی مثالیں زنا اور اس کے سماجی معاملات، حد قذف، لعان اور غض بصر جیسے مضامین کی تفسیر میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

۹۔ معترضین کے اعتراضات کا جواب

آیت اللہ صاحب ان اعتراضات کا بھی جواب دیتے ہیں۔ جوامت میں پائے جانے والے مختلف گروہوں کی طرف سے اٹھائے جاتے ہیں یا وہ اعتراضات اور سوالات جو گروہوں کے درمیان اختلافی نوعیت کے ہیں ان کے جوابات کافی وضاحت اور استدلال سے حل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[39]

ترجمہ: ''تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور نیک اعمال بجا لائے ہیں اللہ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں زمین میں اس طرح جانشین ضرور بنائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو جانشین بنایا اور جس دین کو اللہ نے ان کے لئے پسندیدہ بنایا ہے اسے پائدار ضرور بنائے گا اور انہیں خوف کے بعد امن ضرور فراہم کرے گا، وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اس کے بعد بھی جو لوگ کفر اختیار کریں گے پس وہی فاسق ہیں۔''

مندرجہ بالا آیت سے احکامات کا استدلال کرنے میں مفسرین اہلسنت و اہل تشیع میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہلسنت کے نزدیک اس آیت کا مصداق خلفاء اربعہ ہیں جب کہ اہل تشیع امام مہدیؑ کی آمد اور ان کے دور کو اس کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ آیت اللہ ناصر مکارم نے اپنی تفسیر میں تین مختلف طبقات کے مفسرین کی آراء کا ذکر کیا ہے کہ بعض نے اسے اصحاب رسول کے ساتھ مخصوص سمجھا ہے جب کہ بعض نے خلفاء اربعہ کی حکومت کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض نے اسے حضرت امام مہدیؑ کی حکومت کی طرف اشارہ سمجھا ہے کہ عالم کے مشرق و مغرب جن کے زیر نگین ہوں گے۔ مفسر تفسیر نمونہ آخر میں بیان کردہ پہلو کے ثبوت میں دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لفظ ارض مطلق ہے اور اس سے مراد ساری زمین ہے اور یہ امر منحصر اً حضرت امام مہدیؑ کی حکومت سے مربوط ہے کیونکہ گزشتہ مومنین کی حکومت ساری دنیا پر محیط نہ تھی۔[40]

مزید لکھتے ہیں کہ ہر طرف امن وسکون، توحید کی حاکمیت، شرک سے پاک عبادت صرف حضرت امام مہدیؑ کے زمانے میں ہی ممکن ہو گی اور اس ضمن میں نبی اکرم ﷺ سے حدیث نقل کرتے ہیں:

لو لم يبق من الدنيا الا يوم لطول الله ذلك اليوم حتى يلي رجل من عترتي اسمه اسمي، يملا الارض، قسطا كما ملئت ظلما وجورا[41]

یعنی: "اگر دنیا کی زندگی کا ایک دن بھی رہ جائے گا تو اللہ اسے اتنا طویل؛ کردے گا کہ اس میں میری عترت میں سے ایک فرد زمین پر حاکم ہو گا۔ اس کا نام میرا نام ہو گا، جیسے زمین ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی وہ ایسے ہی اسے عدل وانصاف سے پر کر دے گا۔"

پردے پر اعتراضات کے جوابات

اسی طرح سے شرعی پردہ" غض بصر" "پر آج کے دور میں جدید نسل کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کے عقلی دلائل کی بنا پر جوابات دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ پردے نے عورتوں کو ثقافتی، معاشرتی، فکری اور تمدنی معاملات میں بہت پیچھے دھکیل دیا ہے یا یہ کہ وہ مدعی ہیں کہ پردے کی وجہ سے اکیسویں صدی میں اقتصادی دوڑ میں عورتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ایرانی حالات کے مطابق لکھتے ہیں کہ آج انقلابی دور کے بعد عورتیں ہر جگہ پردے کے ساتھ موجود ہیں، دفتروں میں، ہسپتالوں میں، سیاسی مظاہروں میں، ٹیلی ویژن، ریڈیو اور مراکز صحت میں، خصوصاً جنگ کے زخمیوں کے لئے ہر وقت نرسوں کی صورت میں موجود ہیں بلکہ یہاں تک کہ میدان ثقافت اور تعلیمی اداروں میں پردے کے ساتھ اپنا معاشرتی کردار ادا کر رہی ہیں، مزید لکھتے ہیں کہ گھر میں بھی عورتیں بیکار نہیں ہیں بلکہ گھروں میں بیٹھ کر عورتوں کا آنے والی نسل کی پرورش کرنا، انہیں آبرومند بنا دیتا ہے، وہ معترضین سے استفسار کرتے ہیں کہ معاشرے کی تشکیل کے لئے باکردار لوگوں کو تیار کرنا، کیا یہ کوئی کام نہیں ہے؟ لوگ عورت کی اس محنت اور عظیم خدمت کو مثبت انداز میں کیوں نہیں دیکھتے؟

لبرل لوگوں کا دوسرا اعتراض یہ کہ پردہ عورت کے لئے معاشرے میں بھاگ دوڑ کر کام کرنے میں رکاوٹ ہے کیونکہ یہ انسان کے ہاتھ پاؤں کو باندھ دیتا ہے، عورت کام کرے، بچے کو سنبھالے یا پردے کی فکر کرے؟

موصوف اس کا جواب کچھ یوں دیتے ہیں کہ یہ لوگ پردے کے حقیقی معنی سے غافل ہیں۔ پردہ صرف چادر اور برقعے کا نام نہیں ہے بلکہ ایسا لباس جو آپ کے جسم کو مکمل ڈھانپ لیتا ہے اسی کو پردہ کہتے ہیں لیکن اگر چادر ہو تو یہ اس کی آئیڈیل صورت ہے البتہ یہ اس وقت ہے کہ جب یہ چادر عورت کے لئے اپنے امور کی انجام دہی میں

مانع نہ ہو۔ مزید وہ عورتیں جو کاشت اور کٹائی کا کام کرتی ہیں انہوں نے اس بات کا ثبوت دیا ہے اور اس اعتراض کا عملی جواب دیا ہے کہ پردہ ان معاملات میں رکاوٹ نہیں ڈالتا۔

اس ضمن میں تیسرا اعتراض جو کیا جاتا ہے کہ پردہ عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل ہو کر مردوں کی حرص زیادہ بڑھا دیتا ہے اور آگ بجھنے کی بجائے بھڑک اٹھتی ہے۔

اس اعتراض کے جواب میں موصوف لکھتے ہیں کہ : اس موضوع کا عملی مشاہدہ کرنے کے لئے ہمارا ایرانی معاشرہ دیکھا جا سکتا ہے، کیونکہ بادشاہت کے دور میں ایران میں جگہ جگہ گناہ کا مراکز موجود تھے، گھرانوں کے گھرانے اور خاندانوں کے خاندان عجیب بے لگام زندگی گزار رہے تھے، طلاق معاشرے میں عام تھی اور ایسی کئی برائیوں کا بول بالا تھا، لیکن آج پردہ ہمارے معاشرے کے تمام مراکز میں موجود ہے اور ملک پہلے سے زیادہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ اگرچہ ہم یہ نہیں کہتے کہا نقلاب کے بعد ہر برائی جڑ سے اکھاڑ دی گئی ہے لیکن بلا شبہ ان میں کمی ضرور آئی ہے اور اس اعتبار سے امن اور سلامتی ہمارے معاشرے میں لوٹ آئی ہے اگر حالات اسی طرح بہتر رہے تو یہ مزید قباحتیں بھی ختم ہو جائیں گی اور ہمارا معاشرہ خاندانوں کی پاکیزگی اور عورت کی قدر و منزلت کے تحفظ کے لحاظ سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔[42]

خلاصہ بحث

تمام گزارشات کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی کی تفسیر "تفسیر نمونہ" تفسیری ادب میں ایک اہم علمی مآخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن مجید کی آیات، احادیث نبوی ﷺ اور خاص طور پر فقہ جعفریہ کی مستند کتب سے استدلال اس تفسیر کے منہج اور خود مفسر کی علمی شخصیت کا ایک بولتا ثبوت ہے۔ انہی خصوصیات کی بنا پر اس تفسیر کو عمرانی تفاسیر کے ساتھ ساتھ، فقہی تفاسیر میں بھی ایک خصوصی مقام حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ تفسیر میں مشکل الفاظ کو آسان اور صرفی و نحوی مباحث کے ذریعے مشکل الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معانی کی وضاحت کی گئی ہے۔ موصوف فقہی آراء اور ان میں موجود اختلافات کو حتیٰ الامکان دلائل کے ساتھ واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن خود جعفری ہونے کی وجہ سے فقہاء جعفریہ کی آراء کو ترجیح دیتے نظر آتے ہیں اور تفسیر میں بہت سی پیچیدگیوں کی گھتیوں کو سلجھایا گیا ہے۔ آیات کا پس منظر سمجھانے کے لئے ان کے سبب نزول کی مکمل وضاحت کرتے ہیں جس سے آیت کا معنی و مفہوم مزید واضح ہو جاتا ہے۔ ذخیرہ احادیث کے علاوہ قدیم تفسیری ادب جس میں نور الثقلین، جامع البیان، المیزان، جیسے مصادر علمی سے استفادہ کیا گیا ہے اور اس تفسیر کی خوبصورتی کا وہ پہلو کہ تفسیر نمونہ میں اہلسنت کی بنیادی تفاسیر کی کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو کہ اس تفسیر کی ایک منفرد خصوصیت ہے یوں یہ تفسیر امت مسلمہ کے لئے ایک گراں قدر سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

حوالہ جات

1۔النحل،16: 44

2۔ ابن کثیر،2:992

3۔النجم،53 :3,4

4۔ https://makarem.ir/main.aspx?lid=4&View=1&ty0peinfo; Last seen 05-08-2019.

5۔ Ibid

6۔ مکارم شیرازی،1:36۔37

7۔ https://makarem.ir/main.aspx?Reader=1&lid=4&pid=321543&catid=6479; Last seen 05-08-2019

8۔ النور،24:11

9۔مکارم شیرازی،8:190

10۔ایضاً

11۔ البقرۃ،2:230

12۔ بخاری،الحدیث،2678

13۔علامہ سید مرتضٰی زبیدی لکھتے ہیں کہ لعن کی نسبت اللہ کی طرف سے ہو تو اس کا معنی ہے دھتکارنا اور خیر سے دور کرنا اور جب اس کی نسبت مخلوق کی طرف ہو تو یہ کلمہ بددعا ہے۔اور لعان کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو زناء کی تہمت لگائے تو امام اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروائے اور مرد سے ابتداء کرائے۔ چار بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہو کہ اس نے فلاں کے ساتھ زناء کیا ہے اور میں اپنی اس تہمت میں سچا ہوں۔ پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ زناء کی تہمت میں جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر عورت کو کھڑا کیا جائے اور وہ چار بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس پر گواہ بناتی ہوں کہ اس شخص نے جو مجھ پر تہمت لگائی ہے یہ اس تہمت میں جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر یہ سچوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ لعان کے بعد وہ عورت اس شخص سے بائنہ ہو جائے گی اور کبھی اس شخص کے لئے حلال نہیں ہو گی اگر وہ حاملہ ہو تو بچہ اس عورت کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔(زبیدی،9: 335-334

14۔ النور،24:6تا9

15۔ طبرسی،7:178؛ محمد قطب شہید،6:409؛الحویزی، 3:578

16۔احمد بن حنبل، حدیث،2131؛الہثیمی، 5: 11,12

17۔ فقہاء کی اصطلاح میں استیذان "رکاوٹ کو توڑنا" کے معنی میں ہے۔ یعنی کسی شرعاً ممنوع چیز کے استعمال میں آزادی حاصل کرنا۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایسی جگہ یا ایسے وقت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا جس کا اجازت چاہنے والا مالک نہ ہو. جرجانی، ص15

18۔ مکارم شیرازی،190:8

19۔ الحویزی،583:3

20۔ ایضاً:587:3 بہ نقل از مکارم شیرازی، 217:8

21۔ النور،32:24

22۔ عاملی، 27:14

23۔ النور،31:24

24۔ الحویزی،593:3

25۔ النور،4:24

26۔ ایضاً،5:24

27۔ عاملی،282:18

28۔ النور،2:24

29۔ ایضاً

30۔ ایضاً

31۔ مکارم شیرازی،166:8

32۔ النور،3:24

33۔ مکارم شیرازی،167:8

34۔ قمی،561:1,

35۔ ایضاً

36۔ طبرسی، فضل بن حسن، شیخ، مجمع البیان، درج ذیل آیت کے ذیل میں

37۔ عاملی،10:15

38۔ مکارم شیرازی، 227:8

39۔ النور،24 :55

40۔ مکارم شیرازی، 293:8

41۔ ابوداؤد، حدیث4283

42۔ مکارم شیرازی،228:8-29

کتابیات

1. قرآن مجید
2. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، امام، تفسیر ابن کثیر، مترجم، محمد اکرم الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
3. ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، دار السلام، ریاض
4. احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، دار الحدیث، قاہرہ، طبع جدید
5. جرجانی، علی بن محمد، علامہ، التعریفات، مکتبہ نزاد مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ
6. الحویزی، علی بن جمعۃ، نور الثقلین، مطبعۃ الحکم، قم، ایران
7. الزبیدی، سید مرتضیٰ، علامہ، تاج العروس، مطبوعہ المطبعۃ الیخریہ، مصر، 1306ھ
8. الطبرسی، فضل بن حسن، شیخ، مجمع البیان، دار الکتب العلمیہ، بیروت
9. الہیثمی، علی بن ابی بکر، حافظ، مجمع الزوائد، مطبوعہ دار الکتب العربی، بیروت
10. عاملی، محمد بن حسن، شیخ، وسائل الشیعہ، احیاء التراث العربی، بیروت
11. قمی، عباس، شیخ، سفینۃ البحار، دار المصطفیٰ، بیروت، لبنان
12. محمد قطب شہید، سید، ظلال القرآن، اسلامی اکادمی، اردو بازار لاہور
13. مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، مترجم (سید صفدر حسین نجفی) مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور